

تَكْرِه

حضرت شیخ عبدالظہر حیدری علیہ السلام

احوال و کارنامہ

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ناشر

مکتبہ کوثر، دامتہنڈا پارٹمنٹس، رہار اوی
جسیاں روڈ، بمبئی عدا

(جلد حقوق محفوظ ہے)

(بایار) دہرار - ۲۰۰

تذکرہ حضرت شیخ عبدالقدار جیلانی
احوال و کارنامے

کتابیت:-

محمد اکبر ستوی
عکاظ پرنس (آفیٹ)
م - چالیس

کتابیت:-

طبعات:-

صفحات:-

قیمت :- ۳/-

باہتمام

محمد شعیب اوریس

مکتبہ کوثر، ڈاکمنڈ اپارٹمنٹس، دھار اوی

جسخین روڈ، بمبئی ۱۶

عرض ناشر

اس پر فتن روی میں ملت اسلامیہ کے تقریباً تمام طبق بالخصوص نوجوان طبقہ عجیب شش فرشتہ میں مبتلا ہے، ایک طرف کچھ لوگ بزرگان سلف کو ایک نسالوی انسان بنا کر پیش کر ہے میں تو دوسری طرف کچھ نامہ بندورنی پسند حضرات الرشیدین کیا بکھر پوسے دین ہی کو لائق توجہ ہیں گرداستہ، یہ سے جو لیہ فضورت ہے کہ ایسے رسائل اور کتابیں شائع کی جائیں جو اسلام کی شخصیت کی صحیح سماں کر سکیں انکے سیرت ایکے تحقیقی و تصنیفی کارنامے اور انہی زندگی کے سبق آموز و اعطا جو سمجھی کیلئے مشعل راہ پر سکھنے ہیں صبح اور سفر جو لوگوں کی بینا پر شائع کی جائے اسی کے پیش نظر سختکر کثرتے دین کی میباری کتابوں کی نشر و اشتاعت کا نظم کیا ہے اسی سلسلتہ الرخص کی ایک کڑی ہو جو کتاب تذکرہ شیخ عبدالقدار حبیل اُن احوال و کارناتے۔ یہ دراصل عالم اسلام کے مشہور علمکار حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی مشہور رواہ کتاب تایخ دعوت و حرمیت کا ایک جزو ہے جو اس مادہ پر استاذ نڈگ میں جو یائی خوش کیلے مشعل راہ پر جسے پڑھنے سے قلب میں ایمان کی حلاوت اور رقین کا نور پیدا ہوتا ہے، موہر دہ کتاب مشہور صاحب تبلیغ مصطفیٰ مولانا عبد الرحمن پر وزیر اصلاحی کے میش قیمت میں انعقاد کیتا، حضرت معنف مظلہ العالی کی اجازت سے شائع کی جا رہا ہے ایسا ہے تمام اہل علم طبقہ اسکا خبر تقدم کر چکا، اور دینی کتابوں کی نشر و اشتاعت میں کتبہ کیشا تعاون فراہم کرنے اور اس سلسلہ الہم اپنے ان سرپرستوں کا شکریہ نہ ادا کریں جس بھروسے پڑھوں دعاویں اور گرالقدر مالی تعاون سے نوارا، نیزہ طباعت و خیز کے سلسلے میں اعانت فرمائی خصوصاً غیر ہزاری ہولوی احمد بن تابسمی کا تعاون نظر کریں کے کلمات سے فرو تر ہے، اللہ تعالیٰ سبھی کو جزاً خیر عطا زمایے (آئین)

محمد شعیب ادريس

لِبْسُهُ اللَّذِي أَنْجَنَّهُ الْجَنَّمُ

پیش لفظ

محبوب بھائی حضرت شیخ عبدالقار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیت سے کروڑوں مسلمان والہماں عیقدت رکھتے ہیں، دعوت و اصلاح، تجدید و ایجاد اور دین کی آپ نے جو علمی الشان خدمات انعام دی ہیں ان سے تعلیم یا فتوت مسلمان کو واقع رہنا ضروری ہے، آپ کے حالات اور کارناموں کے پڑھنے سے نصف دلوں میں ایمان کیفیت پیدا ہوتی ہے ملکہ ابشار عست کا جدید بیدار ہوتا ہے، روحانیت اور اعلیٰ اخلاقی اوصاف کا درس ملتا ہے، عربی، فارسی اور اردو ترجمہ میں آپ کے متعلق بیشمار کتابیں تکمیلی گئی ہیں، میکن ان کتابوں میں واقعات کے سیان کرنے میں زان کی صحت کا لحاظ رکھا گیا ہے اور نہ مستند حوالوں کی طرف رجوع کیا گیا ہے، مصنفین کے نزدیک نہ تو ان کے تکھنے سے کوئی خاک مقصود رہا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت شیخ جیلانی "کا اصل کارنامہ کشف و کرامات کے انباء میں گم ہو کر رہ گیا۔

پہلی بار اس خاص پہلو کو عالم اسلام کے منحصرہ داعی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مذکولہ الحالی نے اپنی مشہور تصنیف "تایخ دعوت و عزیمت" کے حصہ اول میں نہست خوبی کے ساتھ بہت سماں طریقے سے پیش کیا ہے، مولانا شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام اور امام ابن ثمینہ کے حوالے سے لکھتے ہیں :-

"شیخ کی کرامات حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں ان میں سب سے بڑی کرامات مردہ دلوں کی بیجاں تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تائیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی زندگی عطا فرمائی، آپ کا وجود اسلام یکتے ایک

بادیہاری سخا جنہوں نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی اور قلم اسلام
میں ایمان و رحمائیت کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔

یہ مختصر کتاب حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی تاریخ دعوت و غربت حصہ دل کا دہ
باشے جو حضرت بعد المقادیر جیلانیؒ کے احوال و کامات میں تعلق رکھتا ہے مولانا کے قلم کی جزوی مجموعت
اسکی دلنشیتی دلاؤ دینی ہے اس میں ادبی چاہنسی کی تھی ایمانی حلاوت بھی ملتی ہے، مولانا نے
ہزاروں صفحات کا پنجوڑھنڈ صفحوں میں سمیٹ کر نہایت موثر الفاظ میں پیش کر دیا ہے جسے در
حقیقت حضرت جیلانیؒ کی سوانح کا عطر اور فلاصہ کہنا چاہیئے، اکابر اسلام کی سوانح عمر بیویں
کو اس انداز اور نقطہ نظر سے پیش کیا جائے تو اس سے صحیح طور سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے،
اور زندگی اسلامی سانپھے میں ڈھلن سکتی ہے، پھر سبب بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب میں
جو کچھ بھی لکھا گیا ہے تنہ اور قابل اعتبار واحد سے لکھا گیا ہے اور غالباً روحانی اور دینی
کیمیت کے ساتھ لکھا گیا ہے جس کی وجہ سے انکی تحریر بڑی بڑی کتابیوں پر سجا رہی ہے اس
دولائیجی کتاب کو جو بھی پڑھے گا اپنے دل میں ایمان کی تازگی محسوس کریگا۔

قابل مبارکباد میں جناب حافظ مولانا محمد شعیب صنا ادیں منظہ بری جنہوں نے
اس قیمتی تحریر کی اہمیت کو محسوس کیا اور افادہ عام کی غرض سے الگ کتابی شکل میں شائع
کر دیا ہے میں اشتراکی اس کے ذریعہ دینی نفع پہونچاتے اور جو لوگ اس کی اشاعت میں
حتمت لیں انہیں جزاۓ خیر عطا فرماتے۔ آمین،

عبد الرحمن پر وزار اسلامی

اعلم ریاض ۲۰۱۴ء

از افاداتِ حضرت مولانا عبد الشکر فاروقی

خوشنودیِ خدا

ذکر نبڑگان رین میں نیتِ محض خوشنودیِ خدا کی ہوئی چاہیے کیونکہ خامانِ خدا کا ذکر سنت الشر ہے اور موجبِ نزولِ رحمت ہے ایر نیتِ زہوی چاہیے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہو جائیں گے اور ہم کو کچھ نفع پہوچائیں گے یہ نیت بھی زہوی چاہیے کہ ان بزرگوں کا تذکرہ و کرنے سے ان کے ساتھ لئی محبت پیدا ہوگی جو برٹے ثواب اور فضیلت کی چیز ہے نیز محبت کا الشریہ ہے کہ محب کو محبوب کا ہم زنگ بجادیتی ہے۔

اور چاہئے کہ

بدعات و مجرمات سے احتیاط کیا جائے اور روایات صحیح بیان کیجائیں، اور کسی کے مناقب فضائل میں بالغہ نہ کیا جائے اور جو حد اس کی ہے اس سے کے گز نہ بڑھایا جائے، مثلاً کسی تابعی کی فضیلت الیمنی بیان کی جائے کہ صحابہ سے ان کا افضل ہونا متوجه ہو، یا صحابہ میں غیر خلفاء کے راشدین کی فضیلت خلفاء راشدین پر متوجه ہو۔

- ۷ -

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ

تعالیم و تکمیل

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کی ولادت گیلان میں ہے وہ میں بھول آپ کا نسب دس داس طوں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہوتا ہے، اسال کی عمر میں غالباً تینوں چھ ماہوں تک شریف لائے یہی وہ سال ہے جس سال امام غزالی نے ملاش حق و حصول القین کے لئے بغداد کو خیریار کہا تھا مجھن اتفاق نہیں کہ جب ایک جلیل القدر امام سے بغداد مخدوم ہوا تو وہ سرا جلیل القدر مصلح اور داعی الی اللہ کا دہان ورود ہوا۔ اپن بغداد میں پوری عالی ترقی اور بلند حوصلگی کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہو گئے جبارت و مجاہدات کی طرف طبعی کشش کے باوجود آپ نے تحصیل علم میں تنازعت و زید سے کام نہیں لیا۔ ہر علم کو اس کے باکمال استاروں اور صاحب فن عالموں سے حاصل کیا، اور اس میں پوری دستگاہ پیدا کی، آپ کے اس آنندہ میں ابوالوفاء ابن معقیل محمد بن الحسن الباقلانی اور ابو ذر گیاثی تبریزی جیسے نامور علماء و ائمۃ فن کا نام نظر آتا ہے، طریقت کی تعلیم شیخ ابوالسخیر حادی بن مسلم الدرباری سے حاصل کی، اور قاضی ابوالعینہ فخری سے تکمیل کی، اور اجازت حاصل کی۔

لہ شوانی نے لکھا ہے کہ مریدین کی تربیت میں ان کو بلند مقام حاصل ہتھا، اور بغداد کے اکثر مشائخ اور صوفیاء انہیں سے رابطہ تھے ۱۹۲۰ھ میں انتقال ہوا۔ طبقات اکبریٰ، جج۔ ۱۔ صفحہ ۱۳۷
لہ اصل نام مبارک بن علی بن الحسین ہے۔
لہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ذیل طبقات الحفاظہ (ابن رجب)

اصل اصلاح و ارشاد اور رجوع عام

ظاہری و باطنی تحریک کے بعد اصلاح و ارشاد کی طرف متوجہ ہوئے، مسنند درس اور مسنند ارشاد کو بیک وقت زینت دی، اپنے استاذ و شیخ شیعہ عقیٰ کے مدرسہ میں تدریس اور وعظ کا سلسہ شروع کیا، بہت جلد مدرسہ کی توسیع کی ضرورت پیش آگئی، تخلصین نے عمارت میں اضافہ کر کے اس کو آپ کی مجالس کے قابل بنادیا، لوگوں کا اس قدر تجوہ پڑا کہ مدرسہ میں تل سکھنے کی جگہ نہیں سارا بخدا آپ کے مواعظ پر ٹوٹ پڑا، الشتبارک و تعالیٰ نے ایسی وجہت و قبولیت عطا فرمائی جوہرے برے بادشاہوں کو نصیب ہے، شیخ موفق الدین ابن قدامہ صاحب «معنی» کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر کیا کوئی نہیں دیکھی، بادشاہ اور وزیر آپ کی مجالس میں بیاز مندان حاضر ہوتے اور ادب سے بیٹھ جاتے، علماء اور فقہاء کا کچھ شمار نہ تھا، ایک ایک مجلس میں چار چار سو دو ایک شمار کی گئی ہیں جو آپ کا ارشاد قلب بند کرنے کیلئے لائی جائیں۔

حِمَاد وَ اخْلَاق

یاں رفعت و منزلت حد درجه متواضع اور منکر المزاج تھے، ایک بچا اور ایک بڑی بھی بات کرنے لگتی تو کھڑے ہو کرستے اور اس کا گام کرتے، غربوں اور فقراء کے پاس بیٹھتے اور ان کے کپڑوں کو صاف کرتے، جوں نکالتے ہیں اس کے بخلاف کسی معزز آدمی اور لارکان سلطنت کی تعظیم میں کھڑے نہ ہوتے، خلیفہ کی آمد ہوئی تو قصد ادا دولت خانہ میں تشریف لے جاتے، یہاں تک کہ خلیفہ اکٹھیجھ جاتا، پھر برآمد ہوتے تاک

تعظیماً کھڑا رہونا پڑے۔ مجھی سبی فریب یا اسٹلٹان کے دروازہ پر نہیں گئے۔ اپ کے دیکھنے والے اور آپ کے معاصرین آپ کے حسن اخلاق، علوٰ حوصلہ، تواضع و انکسار، سخاوت و ایثار اور اعلیٰ اخلاقی اوصاف کی تعریف میں رطب انسان ہیں، ایک بزرگ درادہ جنہوں نے بڑی طوری عمر پائی اور بہت سے بزرگوں، اور ناموروں کو دیکھا اور ان کی محبت اٹھائی فرماتے ہیں:-

مارأت عیناً احسن خلقاً ولا ادست میری اشکھوں نے حضرت شیخ عبدالقادر بہ بُـ
صد را ولا اکر مہنساً ولا لطف قلبًا
کروں خوش اخلاق فراخ حوصلہ زیر المعرفتی القلب
ولا احفظ عهداً او وڈا من سیدنا
محبت اور تعلقات کا پاس کرنیوالا نہیں دیکھا، آپ
الشیخ عبد القادر ولقد کان مع جلالۃ
علم اور علوم مرتب اور دستی علم کے مادبوج پڑھنے
قدرت و علوم منزلۃ و سعیۃ علمہ لیف
کی عایت فرماتے ہیں کہ تو قیر کرتے سلام ہی بحقت
مع الصغیر و یوقر الکبیر و سبل بالسلام
فرماتے نہ زوروں کے پاس سختے سیفیتے غریبوں کی سماں
و بیحاس لضعف و بیوضاع لدققراء
تو اسی تواضع اور ادب کی وجہ سے کسی
و ما فائد للحد من العظماء ولا الاخفى
سر برآورده یا رئیس کیلئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوتے
ولا القباب وزیر ولا سلطان تھے
الامام الحافظ ابو عبد الشہزادہ یوسف البرزائی الاشیمی ان الفاظ میں آپ کی
تعريف کرتے ہیں:-

آپ سجاب الرؤوفات تھے راً کوئی مجرمت اور بقت
کان مجَّاب الدعوٰ سریع الدمعة
کیا بات کی جاتی تو جلدی اشکھوں میں سواجاتے
و ائمۃ الدین کو کثیر القدر رقیق القلب

بیشہ ذکر و تکمیل مشغول رہتے تھے متن القلب
 سخن خدہ پیشائی شکل قدر و کرم النفس
 فراخ دست و سیح العلم بلند اخلاق عالی
 نسب عبادات اور مجاہدہ میں آپ کا پایہ بن دھما
 مفتی عراق حجی الدین ابو عبد اللہ محمد بن حامد البغدادی تھے میں اے

دانش البشر کریم النفس صنی الیہ
 عزیز العلام شریف الاخلاق
 طبیب الاعراق مع قدم راست
 فی العبادۃ والاجتہاد لہ

بعد الناس عن الفحش اقرب
 الناس الى الحق شد بیہ الباس
 اذا نتھکت محارم اللہ عذر جلت
 لا يغصب لنفسه ولا ينتصى
 لغير ربہ
 غیر ربہ
 بات سے انتہائی در حق اور حقول
 بات سے بہت قریب الاجرام خداوندی اور
 حدود الہی میں سے کسی پر وست دل انہی ہوتی تو
 آپ کو جلال آجاتا خود اپنے محااطہ میں کبھی غصہ
 نہ آتا اور اللہ عزوجل کے علاوہ کسی چیز کے
 لئے انتقام نہ لیتے کسی سائل کو خالی باختہ
 والپس ذکرتے خواہ بدن کا پڑا ہی کیوں نہ
 اتار کر دیا پڑے۔

بھوکوں کو کھانا کھلانے اور ضرورتمندوں پر بے دریغ خروج کرنے کا خاص
 ذوق تھا، علامہ ابن البخاری سے نقل کرتے ہیں کہ اگر ساری دنیا کی دولت میسے
 قبضہ میں ہو تو میں بھوکوں کو کھانا کھلادوں یعنی فراتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 میری ہتھیں میں سوراخ ہے کوئی چیز اس میں کھہترنی نہیں، اگر ہزار دنیا میرے پاس
 آئیں تورات نگذرنے پائے تھے صاحب قلائد الجواہر تھے میں رحمکم تھا کہ رات کو

لہ قلائد الجواہر صفحہ ۲۶ الیضا

ویسی دستخوان بچھے، خود بہانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، مکروہوں اور غریبیوں کی ہم نشینی فرماتے، حلیہ کی بالوں کو برداشت کرتے اور محفل فرماتے، بہرخسی یہ بھتنا کہ اس سے بڑھ کر کوئی ان کا مقترب اور ان کے یہاں معزز نہیں۔ ساتھیوں میں سے جو غیر حاضر ہوتا اس کا حال دریافت فرماتے اور اس کی نگران رکھتے۔ تعلقات کا بڑا پاس اور لحاظر رکھتے غلطیوں اور کوتایہوں سے دلگذر کرتے۔ الگ کوئی کسی بات پر قسم کما لیتا تو اس کو مان لیتے اور جو بچھے وحقيقیت حال جانتے تھے اسکا اخفا فرماتے۔ ملے

مردہ دلوں کی مسیحیت

یہندزا عبد القادر حیلائی رحلہ کی کرامت کی کثرت پر پور خین کااتفاق ہے میشیخ الاسلام عزال الدین بن عبد السلام اور امام ابن تیمیہ کا قول ہے کہ شیخ کی کرامات حمد تو اتر کو ہر چھ گئی میں، ان میں سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی مسیحیت تھی، الشیعۃؓ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کوئی ایجادی زندگی عطا فرمائی، آپ کا دجوا اسلام کے لئے ایک بارہ باری تھا جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی، اور عالم اسلام میں ایمان دردھانیت کی ایک نئی بہر پیدا کر دی۔ میشیخ عمر کیسانی کہتے ہیں کہ کوئی مجلسِ عیسیٰ نہ ہوتی تھی جس میں یہودی اور عیسائی اسلام نہ قبول کرتے ہوں، اور رہنمن نہونی اور جو احمد پیشہ توہبے سے مشرف نہ ہوتے ہوں، فاسد الاعتقاد اپنے غلط عقائد سے توہبہ ذکر کرتے ہوں۔ یہ جیسا تی کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ نے ایک روز فرمایا کہ میری تمنا ہوتی ہے لہ قلائد الجواہر ص ۲۷۶ ذیل طبقات الحنابلہ ابن حبیب گہ جلام العینین گہ قلائد الجواہر و مختلف کتب تکمیلہ

کمزمانہ سابق کی طرح محاوں اور جنگلوں میں رہوں نے مخلوق مجھے دیکھئے نہ میں اس کو دیکھوں،
یہ کن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا نفع منظور ہے۔ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زیادہ یہودی
اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں، یعنیاروں اور جرم ام پیشہ لوگوں میں سے ایک لاکھ سے زائد
توبہ کر چکے ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

مورخین کا بیان ہے کہ بغداد کی آبادی کا بڑا حصہ حضرت کے ہاتھ پر توبہ سے
مشرف ہوا، اور ریاست یہودی اور عیسائی اور اہل ذمہ مسلمان ہوئے۔ ملے

تعلیمی مشاغل و خدمات

اعلیٰ ہمارت و ولایت پر فائز ہونے اور نفوس و اخلاق کی تربیت و اصلاح میں بہہ
تر مشغول ہونے کے ساتھ آپ درس و تدریس، اقامت، اور تصحیح اعتقاد اور نزہب المحت
کی نصرت و حمایت سے غافل نہ تھے، عقائد و اصول میں امام احمد اور محدثین کے مسلک پر
تھے، مذہبیہ بہشت اور سلف کے مسلک کو آپ سے بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ اور
اس کے مقابلے میں اعتقادی و اعلیٰ بدعات کا بازار سرد ہو گیا، اب اس معانی کہتے ہیں کہ تبعین
سنن کی شان آپکی وجہ سے بڑھ گئی، اور انکا پل ابھاری ہو گیا۔

درس میں ایک سبق تفسیر کا، ایک حدیث کا، ایک فقہ اور ایک اختلافات کا تھے
اور ان کے دلائل کا پڑھاتے تھے۔ سبع شام تفسیر حدیث فقہ، مذاہب اور اصول فقہ
اور تجویز کے ابساق ہوتے۔ ظہر کے بعد تجوید کی تعلیم ہوتی، اس کے علاوہ افہام کی مشغولیت
متعین بالعموم مذہب شافعی اور مذہب حنبلی کے مطابق فتویٰ دیتے علماء عراق آپکے قنادی سے

بڑے متعجب ہوتے اور بڑی تعریف کرتے یہ
 ایک مرتبہ استفتا رایا کہ ایک شخص نے قسم کھانی کر دہ کوئی الیسی عبادت کرے گا کہ
 جس میں عبادت کے وقت کوئی دوسرا شریک نہیں ہو گا۔ اگر اس نے قسم پوری نہیں کی تو اس
 کی پوری کوئین طلاق، یہ استفتا سن کر علماء حیرت میں پڑ گئے کہ لائی کون سی عبادت ہو سکتی
 ہے جس میں وہ بالکل تہبا ہو، اور روئے زمین پر کوئی شخص بھی اس وقت وہ عبادت نہ کر
 رہا ہو، حضرت شیخ کے پاس استفتا رایا تو بتے تکلف فرمایا کہ مطاف اس کے لئے خالی کر دیا
 جائے اور وہ سات چکر کر کے خانہِ کعبہ کا طواف تہبا ممکن کرے، علمائے یہ جواب من کرے
 پے ساختہ دادھیں دی اور کہا کہ یہی ایک صورت ہے کہ وہ بلا شرکت غیرے عبادت کرے،
 اور اپنی قسم پوری کرے، اس نے کا طواف بیت اللہ پر موقوف ہے اور مطاف اس
 شخص کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اب اس عبادت میں کہیں بھی شرکت کا امکان نہیں ہے۔

استقامت و تحقیق

حضرت شیخ استقامت کا پہاڑ تھے، ابتداء کامل علم راسخ اور تابید غلبی نے آپ کو
 اس مقام پر پہنچا دیا تھا کہ حق و باطل لور و ظلت، الہام صحیح اور کریم شیطانی میں پڑ رانا قیس از
 پیدا ہو گیا تھا، آپ یہ حقیقت پوری طرح منکشف ہو گئی تھی کہ شریعت محمدی کے احکام اور حلال
 و حرام میں قیامت تک کے لئے تغیر و تبدل کا امکان نہیں جو اس کے خلاف عدوی کے
 دہ شیطان ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بڑی عظیم الشان روشنی ظاہر ہوئی
 جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے، اس سے ایک صورت ہوئی، اس نے مجھ سے خطاب

۔ابطحفات الکبری للشراوی ج۔ احمد ۱۲۷، وطبعات المأبلد ابن رجب ۳۰۰ اپنًا۔

کر کچھا تے بعد القادر ہیں تھیا راب ہوں، میں نے تھا تے نے سب خوات حلال کر دیئے ہیں۔“
میں نے کھاد و رہو مرد و دای کہتے ہی اورہ روشنی ظالمت سے بدل گئی، اور وہ صورت ہموار
بن گئی، اور ایک آواز آئی کہ بعد القادر بخدا نعم کو تھیا نے ملتم و تفقیہ کی وجہ سے بچالیا، ورنہ میں
اس طرح ستر صوفیوں کو گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کما الشرکی ہرمیانی ہے کسی نے عرفن کیا کہ حضرت
آپ کیسے سمجھ کر یہ شیطان ہے؟ فرمایا کہ اس کے کہنے سے، کہ میں نے حرام جیزوں کو
تمہارے لئے حلال کر دیا۔“ لہ

یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ الحمد و الہی (الحمد شرعی) میں سے کوئی حدوثی ہوتا سمجھ لو کر
تم فتنہ میں پڑ گئے ہو اور شیطان تم سے کھیل رہا ہے، فوز اشریعت کی طرف رجوع کرو، اسکو
مبسوط تھام لو، نفس کی خواہشات کو جواب دو۔ اس نے کہ ہر دہ حقیقت جسمی شریعت
تا یہد نہیں کرتی باطل ہے۔ ۳۶

لفولیض و توجید

تیلم و تفویض اور توجید کا اہل حضرت کا حصہ ہے، بھی کبھی تعلیماً اس حوال
اور تھام کی تشریع فرماتے تھے وہ دراصل آپ کا حال ہے۔ ایک بتقہ پر ارشاد فرماتے ہیں:-
خوشنتر آن باشد کہ مت رد البراء گفتہ آید در حدیث دیگران
”جب بندہ کسی بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پہلے وہ خود اس سے نکلنے کی کوشش
کرتا ہے۔ اگر بخات نہیں پاتا تو تخلوقات میں سے اور وہی سے مدد انتکھا ہے، مثلاً باوٹ ابوں
حاکموں، امیروں، یا دنیا داروں سے، اور دکھو در دین طبیبوں سے جب ان سے بھی کام نہیں

لکھنا اس وقت اپنے پروردگار کی طرف دعا، اگر یہ وزاری و حکومتی شان کے ساتھ رجوع کرتا ہے، یعنی جب تک اپنے نفس سے مدد مل جاتی ہے خلق سے رجوع نہیں کرتا، اور جب تک خلق سے مدد مل جاتی ہے خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، پھر جب خدا کی طرف سے سمجھی کوئی مدد نظر نہیں آتی تو دبے بس، مولانا خدا کے ہاتھوں میں آرتیتا ہے، اور یہی سوال و دعا درج گیند نہیں زاری اور استائش و اذہار حاجت مندی ایمید و یہم کے ساتھ کیا کرتا ہے، پھر خدا اس کو دعا سے سمجھی تھکا دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ اسیاب منقطع، موجود ہیں اور وہ سب سے علیحدہ ہو جاتا ہے، اس وقت اس میں احکام قضا و قدر کا لفاذ موتا ہے اور اس کے اندر (خدا اپنا) کام کرتا ہے، تب بندہ کی اسیاب و حرکات سے بے پرواہ جاتا ہے، اور روح صرف رہ جاتا ہے، اسے فعل حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، اور وہ ضرور بالضرور صاحب یعنی موحد ہو جاتا ہے، قطعی طور پر جانتا ہے کہ درحقیقت کہ خدا کے سوانح کوئی کچھ کرنے والا ہے، اور نہ حرکت و سکون دینے والا، اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں جھائی، اور برائی، نفع و نقصان، سمجھش و حرمان، کشاٹیں و بندش، موت و زندگی، عزت و ذلت، غنا و فقر، اس وقت راجحکام قضا و قدر، میں بندہ کی یہ حالت ہوتی ہے جیسے شیر خوار بچ رہا یا گی گود میں یا مردہ غتسال کے ہاتھ میں، یا (پولو کا گیند) سوار کے تبعضی میں کہاں پہاڑا جاتا ہے اور بیگاڑا بنا یا جاتا ہے، اس میں پی طرف سے کوئی حرکت نہیں، نہ اپنے نئے اور کسی اور کے لئے، یعنی بندہ اپنے ماں کے فعل میں اپنے نفس میں غائب ہو جاتا ہے اور اپنے ماں کے اور اس کے فعل کے سوانح کچھ دیکھتا استتا ہے اور نہ کچھ سوچتا سمجھتا۔ اگر دیکھتا ہے تو اس کی صفت، اور اگرستا ہے تو اسی کا کلام، اس کے علم سے دہر چیز کو جانتا ہے، اس کی نعمت سے بطفا سمجھاتا ہے، اس کے قرب سے سعادت پاتا ہے، اس کی تقریب (راجہ)۔

سے آرائستہ و پیرائستہ لگتا ہے، اس کے وعدہ سے خوش ہوتا ہے، مکون پاتا اور اطینان حاصل کرنے کے لاس کی باؤں سے مانوس ہوتا ہے، اور اس کے غیر سے وحشت و نفست کرتا ہے، اس کی یاد میں سرخگوں ہوتا اور جی لگتا ہے، اس کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے، اس کے ذریعہ سے ہدایت پاتا، اور اس کا خرقہ و بہاس پہنچتا ہے، اس کے علم عجیب و نادر پر مطلع ہوتا ہے، اس کے قدرت کے اسرار سے مشترق ہوتا ہے، اس کی ذات پاک سے ہربات سنتا اور اسے یاد رکھتا ہے پھر ان نعمتوں پر حمد و شمار و شکر و سپاس کرتا ہے۔

خلق خدا پر شفقت

عامته الناس اور امت محمدیہ کے ساتھ آپ کو جو تعلق جو نکر اور اس کے حال پر جو شفقت تھی، اور جو نامیں رسول اور مقبولین کی خاص علامت ہے اس کا اندازہ اپنی اس تقریر سے ہو سکتا ہے جس میں آپ نے بازار میں جانے والوں کے حوال مولاتی بیان فرمائے ہیں، ان میں آخری مرتبا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور دراصل حدیث دیگر اس میں اپنا ہی حال اور مقام بیان کرتے ہیں:-

”اور پانچواں دفعہ شخصی ہے کہ جب بازار میں داخل ہوتا ہے تو اللہ سے ان کا دل بھر جاتا ہے ان لوگوں پر رحمت کرنے کے لئے، اور یہ رحمت اسے کچھ دیکھنے ہی نہیں دیتی کران لوگوں کے پاس کیا کچھ ہے، وہ تو اپنے داخلہ کے وقت سے باہر نہ کلنے کے وقت تک بازار والوں کے لئے دعا د استغفار و شفاعت میں اور ان پر رحمت و شفقت میں مشغول

۱۷ فتوح الغیب مقالہ (۳)، ترجمہ مولوی قمر عالم ص ۲۸ کا کورسی روز الغیب ص ۱۲

رہتا ہے، اس کا طل ان لوگوں کے لئے ان کے حال پر جلتا رہتا ہے اور انہیں روشنی سہتی ہیں اور زبان ان نعمتوں پر جو خدلت ان لوگوں کو اپنے فضل سے دی ہیں، خدا کاشکار اور اسکی حمد و شنا کرنی رہتی ہے۔ ۱۷

حضرت شیخ کاعبد اور باحول

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے بغداد میں ۳۰ سال گذارے اور عباسی خلفاء میں سے پانچ ان کی نظروں کے سامنے یکے بعد دیگرے سنند خلافت پر بیٹھے جبوقت وہ بغداد میں رونق افرادز ہوتے اس وقت خلیف مستظر بر بالله ابوالعباس (رم ۱۵۲ھ) معاک عبد تھا، ان کے بعد بالترتیب مستظر شد راشد المقتضی لا مرالله والمتبع بالله تخت تسلیط پر متمكن ہوئے۔

شیخ کا یہ تھہند بہت اک تم تاریخی واقعات سے بہر نیز ہے، سلوغوی سلاطین اور عباسی خلفاء کی بارہ کمیشنس زمانہ میں پوئے عروج پر تھی، یہ سلاطین عباسی حکومت پر اپنا انتدار قائم کرنے کے لئے دل وجہان سے کوشان تھے، کبھی خلیف کی رضامندی کے ساتھ اور کبھی اس کی مقابلت و ناراضی کے باوجود کبھی کبھی خلیف اور سلطان کے شکر دل میں قلعہ نہ معرکہ آرائی بھی ہوتی اور مسلمان ایک دوسرے کا بے دریغ خون لایہاتے۔

اس طرح کے واقعات مستظر شد کے زمانہ میں کی مرتبہ بیش آئے یہ عباسی کا

۱۶۵
لہ فتوح الخیب مقالہ ۲۲)، ترجمہ مولوی محمد عالم صاحب کا کور دی (رسویۃ النیب)

تھے۔ ابین کثیر نے اس کے مقابلہ میں لکھا ہے کہ مستظر شد بہت شجاع خو صلد شد فیصلہ دبلیغ شیری کلام اور بہت عجارت گزار خلیف تھا، اور خاص و عام سب کی نظروں میں جمیں جمیں جمیں (لیقیۃ الکاظمین)

سب سے زیادہ طاقتور اور معمول خلیف تھا، اور اگر تم مکون میں فتح بھی اسی کو حاصل ہوئی بین۔ اور مفتان ۱۹۵۷ء میں سلطان مسعود اور اس کے درمیان جو محرک ہوا اسیں سکونت نال ہوئی۔ ابن کثیر بھتھے میں ہے۔

”سلطان کے شکر کو فتح حاصل ہوئی خلیف قید کریا گیا اہل بغداد کی املاک کو لوٹ دیا گیا، اور یہ خبر دوسرے تمام صوبوں میں تھیں گئی، بغداد اس الناک خبر سے بہت متاثر ہوا، اور دہان کے باشندوں میں ظاہر دباطن ہر لحاظ سے ایک زلزلہ سائیا گیا، عوام نے مسجد کے بہر دل تک کو قوڑا لایا، اور جماختوں میں شریک ہونا بھی چھوڑ دیا، عورتیں سر سے دوپٹہ ہٹا کر نوح خوانی کرتی ہوئی تاہر بھل آئیں اور خلیفہ کی تھاں اس کی پریشانیوں و مصیبتیں کا تام کرنے لگیں، دوسرے علاقے بھی بغداد کے نقش قدم پر چلے، اور اس کے بعد یہ فتنہ اتنا بڑھا کر کم و بیش تمام علاقے اس سے متاثر ہو گئے، ملک سجنری یہ ماجرا بھیگ کر اپنے سمجھیجے کو معاملے کی نزاکت اور اہمیت سے آگاہ اور خبردار کیا اور اس کو حکم دیا کہ خلیف، کو بحال کر دے، ملک مسعود نے اس حکم کی تعلیم کی، بلکہ خلیف کو باطنیوں نے بغداد کے راستے میں نسل کر دیا۔“

یہ نام الم انھیز ذات فعات دی شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی نگاہوں کے سامنے گذرے۔ انکوں نے مسلمانوں کے بارہی اپریاق و خانہ جنگی اور دشمنی کو اپنی انگوہوں سے دیکھا اور انکوں نے یہ بھی دیکھا کہ دنیا کی محبت کی خاطر اور ملک و سلطنت اور جاہ و مرتبہ کے حصول کے لئے لوگ مجب کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہیں اور ان کو صرف دربار کی شان و شوکت سے

دہ آخروی خلیف ساحر جس نے خطبہ دینے کے لئے کوئی رسم برقرار رکھی ۵۰۰ سال ۳ ماہ کی عمر میں اس کو شہید کر دیا گیا۔ اور اس کی مدت خلافت ۲۱ سال اور ۲۰ روز ہے (البداية والنهاية، ج ۲، ص ۲۰۸)

دل چپی باقی رہ گئی ہے، وہ اہل سلطنت کو تقدس کی بنا پر سے دیکھنے لگے ہیں۔ اور صوبوں اور شہروں کی حکومت حاصل کرنے کے لئے سردار صدر کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔

شیخ عبدالقار جبیلائیؒ کا مادی وجود خواہ ان واقعات سے علیحدہ اور دور رہا ہو یہیں اپنے شعور و احساس کے ساتھ وہ اسی آگ میں جل رہے تھے، اور اسی سوزِ درود نے ان کو پوری ہمت و طاقت اور اخلاص کے ساتھ وعظہ ارشاد، دعوت و تربیت، اصلاح نفوس اور تزکیہ قلب کی طرف متوجہ کیا۔ اور انہوں نے لفاق اور رحبتِ دنیا کی تحریر و تذییل، ایمانی شعور کے ایجاد، عقیدہ، آخرت کی تذکیرہ اور اس سراءۓ فانی کی بے ثباتی کے مقابلہ اس جیاتِ جہادِ دلی کی تہییت تہذیب، خلاق، توجیہ و خالص اور اخلاص کامل کی دعوت پر سارا زور صرف کر دیا۔

موعظ و خطبات

حضرت شیخؒ کے موعظ دلوں پر بھلی کا اثر کرتے تھے، اور وہ تاثیر آج بھی آپ کے کلام میں موجود ہے۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مضامین اور آپ کی جیساں کے وعظ کے الفاظ آج بھی دلوں کو گرتے ہیں۔ ایک ٹوپی مدت گذر جانے کے بعد بھی ان میں زندگی اور تازگی محسوس ہوتی ہے۔

ابیار علیہم السلام کے نابین اور عارفین کا ملین کے کلام کی طرح یہ مفت این بھی ہر وقت کے مناسب اور سامعین اور فقا طلبین کے حالات و ضروریات کے مطابق ہوتے تھے۔ عام طور پر لوگ جن بیماریوں میں بتلا اور جن مخالفوں میں گرفتار ہستے

انھیں کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ اسی لئے حاضرین آپ کے ارشادات میں اپنے زخم کا مردم
اپنے مرض کی دوا، اور پتے سوالات و شہمات کا جواب پاتے تھے، اور شائستہ راد
عام لفظ کی یہ ایک بڑی وجہ تھی، پھر آپ زبان مبارک سے جو فرماتے تھے وہ دل سے
ٹھلتا تھا، آپ کے کلام میں بیک وقت شوکت و عظمت بھی ہے، اور دل آدیزی اور
حکلارت بھی، اور صدقہ فیض کے کلام کے یہی شان ہے۔

توجیہ خالصہ ولغیر اللہ کی جے یقینی

اس وقت ایک عالم کا عالم اہل حکومت اور اہل دولت کے دامن سے والبستہ
تھا، لوگوں نے مختلف انسانوں اور مختلف سیتوں کو نفع و ضر کا مالک سمجھ دیا تھا
اسباب کو ارباب کا درجہ دیدیا گیا تھا، اور قضاۃ قدروں کو بھی اپنے جیسے انسانوں سے
متعلق سمجھ دیا گیا تھا۔ ایک یہی فضیل حضرت شیخ فرماتے ہیں:-

”کل خلقات کو اس طرح سمجھو کر بادشاہ نے جس کا ملک بہت بڑا اور حکم
بہت سخت اور رعب و داب دل ہماری نے والا ہے، ایک شخص کو گرفتار کر کے
بلاؤ کر گئے میں طوق اور پسروں میں کڑا ڈال کر ایک صنوبر کے درخت میں ایک نہر
کے کنارے جس کی موجودی زبردست اور پاٹ بہت بڑا تھا، بہت گھری بہسا اور بہت
زدروں پر ہے، لشکاریا ہے، اور خود ایک لہیں اور بلند کری پر کہاں تک پہنچنا
مشکل ہے، لشکاری فرماتے ہے، اور اس کے پہلو میں تیر دیکان نیزہ
و مکان اور ہر طرح کے اسلوک کا انبصار ہے جن کی مقدار خود بادشاہ کے سوا کوئی نہیں
جانتا، اب ان میں سے جو چیز چاہتا ہے اس کا لاس لٹکے ہوتے قیدی پر چلا تاہے تو:-“

تو کیا دیتاشا و یکھنے والے کے لئے بہتر ہو گا کہ وہ سلطان کی طرف سے نظر ٹالے
اور اس سے خوف دامید تر کر دے اور ملکہ بوئے قیدی سے امید و یہ رکھئے کیا جو
شخص ایسا کرے عقل کے نزدیک بے عقل بے ادراک دیوان، چوبایہ اور انسانیت
سے خارج نہیں ہے خدا کی پناہ بینالیٰ کے بعد نابینی اور صول کے بعد جد ای اور قرب
درستی کے بعد تزلیل اور بدایت کے بعد مگر ای اور زیمان کے بعد کھفر سے "لے
ایک دوسری مجلس میں توحید و اخلاق اور ماسوائے اللہ سے القطاع کی

تعلیم اس طرح دیتے ہیں ۔

"اس پر نظر کھو جو تم پر نظر رکھتا ہے اس کے سامنے رہ جو تمہارے سامنے رہتا
ہے اس سے محبت کر دو جو تم سے محبت کرتا ہے اس کی بات مانو جو تم کو بلا تا ہے اپنا
ہاتھ تو اسے دوچھوڑنے سے سنبھال لے گا اور تم کو جہل کی تاریکیوں سے نکال لے گا۔
اور بلاگتوں سے بچا لے گا، بجا ستیں دھوکہ میں کچیل سے بیاک کرے گا، تم کو تمہاری
سر اسند اور بدبو اور سپت سمعتی اور نفس بدکار اور فیقان گمراہگراہن سے بجات دے گا، جو
شیاطین خواہشیں اور تمہارے چاہل روست میں خدا کی راہ کے رہن، اور تم کو نفتریں
اور ہر عمرہ اور پسندیدہ چیز سے خود مر رکھنے والے اب تک عادت؟ کب تک خلق؟
کب تک خواہش؟ کب تک رعوت؟ کب تک دنیا؟ کب تک آخرت؟ کب تک ماسوائے
حق؟ کہاں چلیم؟ (اس خدا کو چھوڑ کر جو) ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور بنانے
والا ہے اول ہے آخر ہے ظاہر ہے، باطن ہے، دلوں کی محبت اور حoul کا المیتان
غمزائیوں سے سبک دشی ہبھشی و احسان ان سب کا رجوع اسی کی طرف سے اور

اسی کی طرف سے اس کا صدور ہے: ملے
ایک دوسری مجلس میں اسی توحید کے مضمون کو اس طرح داشتگاف بھیان
فرماتے ہیں ۔ ۱

" ساری مخلوق عاجز ہے، زکوئی سچھ کو لفظ پہونچا سکتا ہے، زنقص ان
بس حق تعالیٰ اس کو ان کے باخقوں کر لدیتا ہے، اسی کا فعل تیرے اندر مخلوق کے اندر
تصرف فرماتا ہے، جو کچھ تیرے میند ہے یا مضر ہے اس کے متعلق اللہ کے صلم میں
قلم چل چکا ہے، اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ جو موحد اور نیکو کاریں وہ باقی مخلوق پر
اللہ کی حجت ہیں، بعض ان میں سے ایسے ہیں جو ظاہرا و باطن دونوں اعتبار سے
دنیا سے برہنسہ ہیں، گورنمنٹ مند ہے مگر حق تعالیٰ ان کے اندر وون پر دنیا کا کوئی اثر
نہیں پاتا، بھی قلوب ہیں جو صاف ہیں۔ بخش شخص اس پر قادر ہوا اس کو مخلوق کی بادشاہی
مل گئی، اور وہی بہادر پہلوان ہے، بہادر رہی ہے جس نے قلب کو ماسوائے اللہ سے
پاک بنایا، اور قلب کے دروازہ پر توحید کی توار اور شریعت کی شمشیر لے کر کھڑا
بو گیا، کوئی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس میں داخل نہیں ہونے دیتا اپنے قلب کو
مقابل القلوب سے والبتہ کرتا ہے، شریعت اس کے ظاہر کو تہذیب سکھاتی ہے لور
توحید و محرفت باطن کو مہذب بناتی ہیں ۔ " ۲

مبہوداں باطل کی تشریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔
" آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر مخلوق پر، اپنے دنیا و دن پر، اپنے دن بھول
پر، اپنی خسر یہ دفر دخت پر، اور اپنے شہر کے حاکم پر، ہر چیز کر جس پر تو اعتماد کر کے

وہ تیرا مسجد ہے اور ہر دہ شخص جس سے تو خون کرے یا تو قن رکھے وہ تیرا مسجد ہے، اور ہر دہ شخص جس پر نفع اور نقصان میں تعلق تیری نظر پڑے اور تو سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اس کے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے تو وہ تیرا مسجد ہے۔

ایک دوسرے موقع پر خدا کی غیرت شکر، سے نفرت اور رسانان کی محبوب چیزوں کے سلب اور ضائع ہو جانے کی حکمت اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

”تم اکثر بنتے ہو گے اور کہو گے میں جس سے محبت کرتا ہوں اس سے میری محبت ہٹنے پا تی اور رخصت پڑ جاتا ہے یا توجہ الٰہ پر جاتی ہے یا مر جاتا ہے یا بخش پر جاتی ہے اور مال سے الگ محبت کرتا ہوں تو وہ منائع ہو جاتا ہے اور باتھ سے نکل جاتا ہے تب تم سے کہا جائے گا کہ اے خدا کے محبوب اے وہ کہ جس پر خدا کی عنایت ہے نے دو خود کا منظور انظر ہے اے وہ جس کے لئے اور جس پر خدا کی غیرت آتی ہے ایسا تبیین معلوم ہیں کہ اللہ عنور ہے، اس نے تم کو اس لئے پیدا کیا اور تم غیر کے ہو رہا چاہتے ہو، کیا تم نے خدا کا یہ ارشاد نہیں سننا کہ وہ ان لوگوں کو درست رکھتا ہے اور وہ اسے ”اویہ ارشاد کہ میں نے جن والنس کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری کی عبادت کریں“ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سننا کہ ”خدا جب ہی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے بیتلاؤ کرتا ہے، پھر اگر وہ صبر کرتا ہے تو اسے رکھ جھوڑتا ہے“ عرض کیا گیا یا رسول اللہ رکھ جھوڑنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ ”اس کے مال اور اولاد کو باقی نہیں رکھنا۔ اور یہ معاملت اس لئے ہے کہ جب مال و اولاد ہوں گے تو اسے ان کی محبت بھی ہے گی“ اور خدا سے جو محبت اسے ہے، متفرق ناقص اور قسم ہو کر حق اور غیر حق میں مشترک ہو جائیگی اور خدا اشریک کو قبول نہیں کرتا، وہ غیور ہے اور ہر چیز پر غالب و زبردست تو وہ ہے پنچ

شریک کو ہلاک و معدوم کر دیتا ہے تاکہ وہ اپنے بندہ کے دل کو خالص کر لے جسماں
اپنے نئے بغیر شریک کے اس وقت اس کا یہ ارشاد صدق آ جانا ہے کہ "وہ ان لوگوں کو
دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اسے۔ بیان نہ کر دل جب خدا کے ان مصنوعی ہشتریکوں
اور برابری کرنے والوں سے جو اہل دعیاں، دولت و لذت اور خواہیں ہیں نیز دلایت
دریاست، گرامات و حالات، منازل و مقامات جیتوں اور درجات اور قرب و نزدیکی کی
طلب سے پاک صاف ہو جاتا ہے تو اس میں کوئی ارادہ اور کوئی آرزو باقی نہیں رہتی
اور وہ مثل سوراخ دار برتن کے ہو جاتا ہے جس میں کوئی چیز نہیں ٹھہرतی، یکون کو وہ خدا
کے فعل سے ٹوٹ جاتا ہے جب اس میں کوئی ارادہ پیدا ہوتا ہے خدا کی غیرت اور اس
کا فعل اس کو توڑ دلتا ہے، تب اس کے دل کے گرد عظمت و جبروت و مہیبت
کے پر دے دال دیتے جاتے ہیں اور اس کے گرد اگر دکبرا میں اور سطوت کی خنثی
کھودی جاتی ہیں کہ دل میں کسی چیز کا ارادہ ٹھہنسنے نہیں پاتا۔ اس وقت دل کو اسباب
یعنی مال اور اہل دعیاں اور گرامات و حکم بیانات کچھ مضر نہیں ہوتے یکون کی
سب دل سے باہر رہتے ہیں تب اللہ تعالیٰ ان سے غیرت نہیں کرتا، بلکہ یہ سب چیزیں
خدا کی طرف سے بندہ کے نئے نبظر لطف و کرامت و رزق و لغت کے ہوتی ہیں اور جو
لوگ اس کے پاس آتے ہیں انہیں لفظ پینچاڑے کے نئے ۔۔۔ لہ

شکستہ دلوں کی تکین

حضرت شیخ کے زمان میں ایک طبقہ ایسا تھا جو اپنے اعمال و اخلاق، اور

ایمانی کیفیت کے مخاطسے پست یکن دینا وی حیثیت سے بلند اور بہ طرح ستے اقبال من در حقا
اس کے بخلاف دوسرے طبق معاشری حیثیت سے پست دینا وی ترقیات سے محروم ہے
بعض اوقات و تھی وست یکن عمال و اخلاق کے مخاطسے بلند اور ایمانی کیفیت و ترقیات
سے ہرگز من در حقا، وہ پہلے طبق کی کامیابیوں اور ترقیات کو بعض اوقات رشک کی نگاہ سے
دیکھتا اور اپنے کو کسی وقت محروم و نامراد سمجھنے لگتا تھا، حضرت شیخ اس مشکلت دل طبیعہ
کی درجیوں فرماتے ہیں اور ان پر الشدعاوی کی جو عنایات ہیں ان کا ذکر فرماتے ہوئے اس ایک ایسا
و فرق کی حکمت بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"اے خالی باکھہ فقیر! اے وہ کہ جس سے تمام دنیا برگشته ہے، اے گناہ اے سجو کے
پیا سے ننگے جگر جعلے ہوتے، اے ہر سجد و خرابات سے نکالے ہوتے، اے ہر درس سے
پہنچا کئے، اوئے اے وہ کہ ہر مراد سے محروم خاک پر پڑا ہے، اے وہ کہ جس کے دل میں رٹی
ہوئی، آنزوں اور رہاں کے دکشے کے، پشتے لگئے ہیں، مت کہہ کہ خدا نے مجھ کا محتاج
کر دیا، دنیا کو مجھ سے پھیر دیا، مجھے پاہ کر دیا، چھوڑ دیا، مجھ سے دشمنی کی، مجھے پریشان کیا،
اور جیبیت دھاطر، نجاشی، مجھے ذیل کیا، اور دنیا سے میری کفایت ہی مجھے گناہ کیا اور غلط
ہیں اور میرے سمجھائیوں میں میرا ذکر بلند رہیں کیا، اور غیر میرے اپنی نعمتیں پھاڑ کر دیں جس میں
اس کے رات دن گزتے ہیں اس سے مجھ پر اور یک دیار والوں پر فضیلت دی، حالانکہ وہ
بھی مسلمان ہے اور میں کبھی، ایک ماں باپ آدم و حوا کی اولاد میں دونوں ہیں رکھ لیتے
فرانے تیریکے ساتھ یہ بر تاؤ اس لئے کیا ہے کہ تیری مرشدت مہار زمین رکھ لیتے
ہے اور رحمت حق کی بارشیں بر ابر تکھ پر ہوں ہیں، از قسم صبر و رضا و یقین موافقت و
علم اور ایمان و توحید کے الوار تیرے گرد اگر دیں تو تیریکے ایمان کا درخت اور اس کی

جز اور بیخ اپنی جگہ پر مخصوص ہے اور کتنے دے رہا ہے پھر رہا ہے بڑھ رہا ہے غائبیں
پھیلارہا ہے سایہ لئے رہا ہے بلند ہو رہا ہے اروزانہ زیادتی اور تقویتی ہے اس کے
بڑھانے اور پر درش کرنے میں پاس اور کھاد دینے کی ضرورت نہیں اس بارے
میں خداوند تعالیٰ تیرے حکم سے خارج ہے کہ وہ خود تیری ضروریات (کو) بخوبی جانتا ہے،
اس نے آخرت میں تجوہ کو مقام بخشا ہے اور اس میں تجوہ کو مالک بنایا ہے اور عقیل میں ترسیک
لئے اپنی کثرت سے بخشیں رکھی ہیں، کہ کسی آنکھ نے دیکھیں زکان ہے میں زکی زن
کے دل میں گذریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ کون سی آنکھوں کی
خفہ کی ان کے لئے چھپا اور رکھی گئی ہے، اس کام کے بعد میں جو وہ کرتے رہتے ہیں یعنی
جو کچھ دنیا میں ان لوگوں نے احکام کی جگہ اوری منوعات کے قریب پر صبر مقدرات میں
تفویض و تسلیم اور کل امور میں خدا کی موافقت کی ہے۔

اور وہ غیر جسے خدا نے دنیا عطا فرمائی اور دمال دنیا کا مال کیا ہے اور
تفہمت دنیا دی دی، اور اس پر اپنا فضل فرمایا، اس کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا ہے کہ
اس کے ایمان کی جگہ رسمی اور تھیسری میں زمین ہے کہ اس میں پانی مٹھنزا اور درخت اگنا
او رکھتی اور سچل کا پیدا ہونا درخت سے خالی نہیں اور اس زمین پر کھاد وغیرہ دی جاتی
ہے جس سے پو دوں اور لوز خنکوں کی پر درش ہو اور وہ کھاد دیتا اس کا سامان ہے،
تاکہ اس سے درخت ایمان اور نہال اعمال کی جو اس زمین میں اگے میں حفاظت ہو
اگرچہ پیزہ اس سے علیحدہ کر دی جاتے تو پو دے اور درخت سو کھجائیں گے اور سچل
جاتے رہیں گے پس گھر اسی اجر جائے گا حالانکہ خداوند تعالیٰ اس کے بنائے کا ارادہ
رکھتا ہے تو اے فقیر! دو لمحہ آدمی کا درخت ایمان کمزور جڑ کا ہوتا ہے اور اس قوت

سے خالی جو ترے درخت ایمان میں بھری ہوئی ہے، اس کی مخصوصی اور اس کا شکاو
انہی چیزوں سے ہے، جو مال دنیا اور طرح طرح کی نعمتیں اس کے پاس تھے کونظر
آتی ہیں، اگر درخت کی کسر و ری میں چیزیں اس سے الگ کر دی جائیں تو ایمان
کا درخت سوکھ کر کفر و انکار (پیدا) ہو جائے گا، اور وہ شخص منافقین و مرتدین و
کفار میں شامل ہو جائے گا، البتہ اگر خداوند تعالیٰ دولت مند کی طرف مبرور صفا و
یقین، علم اور طرح طرح کی محرفوں کے شکر سمجھے اور اس سے اس کا ایمان قوی
ہو جائے تو پھر اس کو تو شری اور نعمتوں کے علیحدہ ہو جانے کی پروانہ ریگی "لہ

دنیا کی صحیح حیثیت

حضرت پرشیخ کے بیان رہبانیت کی تعلیم نہیں وہ دنیا کے استعمال اور اس سے
سے بعد مضر و دلت اتفاقع سے منع نہیں فرماتے اس کی پرتش اور غلامی اور اس سے
تبکی تعلق اور عشق سے منع فرماتے ہیں، ان کے مواعظ درحقیقت حدیث بُوی "إِنَّ
الَّذِي نَأْخُلِقُنَّ لَكُمْ وَإِنَّكُمْ خَلَقْتُمْ لِلأَنْجَنِّ" (بیشک دنیا تمہارے نے
پیدا کی گئی ریعنی تمہاری اونڈی ہے) اور تم آخرت کے نئے پیدا کئے گئے ملکفیوں
ایک موقع پر فرماتے ہیں:-

" دنیا میں سے اپنا مقصوم اس طرح مت کھا کر وہ بھی ہوئی ہو اور تو کھرا ہو،
بلکہ اس کو بارشاہ کے دروازہ پر اس طرح کھا کر تو بیٹھا ہوا ہو اور طباق پسپر پر لکھ
ہوئے کھڑی ہو، دنیا خدمت کرتی ہے اس کی جو حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے"

اور جو زیما کے دروازے پر کھڑا ہوا ہوتا ہے اس کو دیکھ کر تھی کہ ساتھ عزت و توہنگی کے قدم پر۔ ۷

ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہوتا ہے :-

”ذینما باتھ میں رکھنی جائز جیب میں رکھنی جائز کسی اچھی نیت سے اس کو جو رکھنا جائز ہے، رکھنے کا دل سے بھی محبوب سمجھنے لگے، دروازہ پر اس کا ٹھہرہ ہونا جائز باقی قلب میں رکھنا جائز ہے، رکھنے کا دل سے بھی محبوب سمجھنے لگے، دروازہ پر اس کا ٹھہرہ ہونا جائز باقی دروازہ سے آگے گھسنے اور جائز ہے اور نیتے لئے عزت ہے۔“ ۷

خلفاء اور حکام پر تعمید

حضرت شیخ صرف مواعظ پر نصیحت اور ترغیب و تشویش ہی پر اتفاق ہیں فرماتے تھے جیساں ضرورت سمجھتے تھے بڑی صاف گوئی اور حجرات کے ساتھ امر بالمعروف اور بُنی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے، حکام و سلاطین اور خلیفہ وقت پر بھی تعمید اور ان کے غلط افعال اور فحیلوں کی نذمت سے بھی باز ہیں رہتے تھے، اور اس بارہ میں کسی کی وجہ سے اور اثر و نفع کی مطلق پرواہیں کرتے تھے، حافظ عالم الدین ابن کثیر اپنی تاریخ میں مکتوب ہے :-

کان یا امر بالمعروف و نهیں آپ خلفاء و وزراء سلاطین تضاد خواص
عن المنکر لا للخلفاء والوزراء
و عوام سب کو امر بالمعروف اور بُنی عن المنکر
والسلطانين والقصاد الخاصة
ان کو تحریرے صحیح اور بر سر محبر اول الاعلان
والعامۃ ليصد عهم بدن الالک

عَلَى دُرُّسِ الْأَمْشَادِ وَدُرُّسِ الْمَنَابِرِ
 وَفِي الْمَحَافِلِ وَبِيَكُورِ عَلَى مَنْ يَوْمَيْ
 الظَّهِيرَةِ وَلَا تَأْغِذْنَكَ فِي اللَّهِ لِوْمَةٍ
 لَا شَمَاءَ لَهُ

لوك دیتے جو کسی ظالم کو حاکم بنانا اس پر
 اعتراض کرتے اور ہدر کے معاملوں کی کسی
 ملامت کرنے والے کی آپ کو پرواہ نہیں دیتی۔

صاحب تلامذہ الجواہر مکتبتے ہیں کہ جب خلیفہ مقتوفی لامرالشد نے قاضی ابوالوفا،
 یحییٰ بن سعید بن یحییٰ بن المنظر کو قاضی بنیایا تو ابن المرجم ظالم کے لقب سے مشہور تھا
 تو حضرت نے برسر میر خلیفہ کو خیاطب کر کے فرمایا:-

ولیت علی المُسْلِمِینَ الظَّالِمِ الطَّالِمِينَ تم نے مسلمانوں پر ایک ای شخص کو حاکم بنایا اور
 ما جوابک عنده اعد رب العالمین جو اظلم الطالین ہے کلی کو قیامت کے دن تم اس
 رب العالمین کو جو احمد الراحمن ہے کیا جواب رکھے؟

مورخ موصوف کا بیان ہے کہ خلیفیہ سنکر لزہ بر انداز ہو گیا، اور اس پر گیرہ
 طاری ہو گیا، اور اس نے اسی وقت قاضی کو اس غبہ سے بٹا دیا۔ لئے
 خدت شیخ ان ”درباری سرکاری“ علماء اور مشائخ کی بھی پُر زور تر دید، اور
 پر دہ درست فرماتے تھے جنہوں نے سلاطین اور زادخدا ترس حکام کی مصاحبت اختیار
 کی تھی، اور ان کی ہاں میں ہاں ملانا ان کا شعار تھا، جن کی وجہ سے ان سلاطین
 و حکام کو زیادہ جبرات اور بے خونی پیدا ہو گئی تھی، ایک موقع پر اسی طبقہ کو
 خطاب کر کے فرماتے ہیں ۱۔

”لَهُ عِلْمٌ وَعَلَى مِنْ جَيَانِتْ كَرْنَهُ وَالوَّتَمُ كَوَانَ سَے كَيَا نِسْبَتُ اَلَّهُ أَدَرَ اَسْكَنَهُ“

لئے تلامذہ الجواہر ص ۳۷۶ ایضاً -

رسولؐ کے شمنوالے بندگاں خدا کے ڈاکوؤ اتم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں (عبلہ) ہوئے نفاق کب تک ہے گا؟ لے عالمو اور لے زاہد و اشام و سلاطین کیلئے کب تک منافق بنے رہو گے کہ ان سے دنیا کا زر و مال اور اس کی شبوات ولذات پیتے رہوں اور اکثر بادشاہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہیں بار انہا امنافقوں کی شوکت توڑ دے اور انکو ذیل فرمایا انکو توبہ کی توفیق دے، اور ظالموں کا قلع قمع فرمایا اور زمین کو ان سے پاک کر دے یا انکی اصلاح فرمایا۔ لہ ایک دوسرے موقع پر اسی طبقہ کے ایک فرد کو اپنا فاعل طب بتاتے ہوئے

فرماتے ہیں :-

”تجھے شرم نہیں آئی کہ تیری حرص نے تجھے کو ظالموں کی خدمتگاری اور جرم خوری پر آمادہ کر دیا، تو کب تک حرام کھاتا اور دنیا کے ان (ظالم) بادشاہوں کا خدمتگار بنتے گا، جن کی خدمت میں لگا ہوئے انکی بادشاہیت عنقریب مت جائیگی اور تجھے حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑیجا جسکی ذات کو کبھی نہ وال نہیں۔“ لہ

وین کیلئے دلسوzi اور فکرمندی

حضرت شیخ دینی اور اخلاقی اخبطاط کو (جن کا سب سے بڑا مرکز خود لیندا تھا) دیکھ دیکھ کر کہڑتے تھے، اور عالم اسلام میں جو ایک دینی زوال رونما تھا، اس کے آثار دیکھ کر ان کے سینے میں حیثت اسلامی اور عترت دینی کا جوش اٹھتا تھا، وہ پہنچے اس قلبی احساس اور درد کو بعض اوقات چھپاہیں سکتے، اور یہ دریا انکے خطبات

اور مواعظ میں امنڈ آتا ہے، ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں :-

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے درپے گردی ہیں اور اس کی بنیاد بھری جاتی ہیں اے باشندگان زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مفبسوط کر دیں اور جو ڈھنے گیا ہے اس کو درست کر دیں یہ چیز ایکس پوری نہیں ہوتی سب سب کو مل کر کام کرنا چاہیے اے سورج" اے چاند اور اے دن تم سب آؤ ۔ لہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں :-

"اسلام رہ رہا ہے اور ان غاستوں اور ان بدعتیوں مگر انہوں مکر کے کپکے پہنچنے والوں اور ایسی باتوں کے دعویٰ کرنے والوں دن کے ظلم سے جوان میں موجود ہیں میں اپنے مرکوم مقام سے جوئے فریاد مچا رہا ہے اپنے متقدیں اور نظر کے سامنے والوں پر غور کرو کا امر دہنی بھی کرتے تھے اور کھاتے پیتے بھی تھے دادر و فتحہ انتقال پا کر ایسے ہو گئے گویا ہوئے ہی نہ تھے تیرا دل کس قدر سخت ہے؟ لکھا بھی شکار کرنے اور صحیقی اور مولیشی کی نگہبانی اور مالک کی حفاظت کرنے میں اپنے مالک کی خیرخواہی کرنا بیسے اور اسے دیکھ کر (خوشی کے مابین) کھلا ریاں کرتا ہے حالانکہ وہ اس کوشام کے وقت صرف ایک دونوں الی یا ذرا سی مقدار کھانا دیا کرتا ہے اور توہر وقت اللہ کا قسم قسم کی نعمتوں کم سیر ٹوکر کھاتا رہتا ہے مگر ان نعمتوں کے دینے سے جو اس کو مقصود ہے نہ تو اس کو پورا کرتا ہے اور نہ اس کا حق ادا کرتا ہے (بلکہ اسکے عکس) اس حاکم روکتا ہے اور اس کی حدود شرعاً کی حفاظت نہیں کرتا۔" لہ

بیعت و تربیت

ان پہنچا شیرا در انقلاب آفریں مواعظ سے اگرچہ اہل بغداد کو عظیم الشان روحاںی اور اخلاقی نفع پہنچا، اور بزرگ رہا انسانوں کی زندگی میں اسکے بعد بھی پیدا ہوئی، لیکن زندگی کے گھر سے تغیرات بہمہ گیر اصلاح اور مستقبل تربیت کیلئے صاحبِ دعویٰ سے مستقل اور گھر سے تعلق اور سلسل اصلاح و تربیت کی ضرورت تھی؛ جماں دعوت و ارشاد مدارس کی طرح منضبط اور مستقل تربیت گاہیں نہیں تو میں جہاں طالبین کی تسلسل و انصباط کے ساتھ تعلیم و تربیت اور زندگانی کی جائے، ان جماں کے شرکاء و سامعین آزاد رہو تے ہیں کہ ایک مرتبہ و عظامن کر چلے جائیں اور پھر کبھی نہ آئیں یا ہمیشہ آتے رہیں، لیکن اپنی حالت پر قائم رہیں، اور ان کی زندگی میں بدستور برپے بُٹے خلا اور دینی اور اخلاقی شکاف باقی رہیں۔

اسلامی آبادی کا پھیلاوا اور زندگی کی ذمہ داریاں اور معاشی تفکرات اتنے بڑھ گئے تھے کہ مدارس کے ذریعہ سے (جن کو بہت سی رسم و قیود کا پابند ہونا پڑتا ہے) عمومی اصلاح و تربیت کا کام نہیں یا جا سکتا تھا، اور کسی بڑے پیمانہ پر کسی دینی در رحالت انقلاب کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی، پھر اس کی کیا صورت تھی کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد اپنے ایمان کی تجدید کرے، دینی ذمہ داریوں اور پابندیوں کو شکور اور حساس ذمہ داری کے ساتھ دوبارہ قبول کرے، اس میں پھر ایسا لی کیفیات اور جنبات پیدا ہوں اس کے افسر دہ و مردہ دل میں پھر عیت کی گئی پیدا ہو، اور اس کے ضمحل قوی نہیں پھر حرکت اور نشاط پیدا ہو، اس کو کسی خلعن خدا شناس پر اعتماد ہو، اور اس سے وہ پانچ

امراض روحانی و نفسانی میں علاج اور دین میں صیحہ روشنی اور رہنمائی حاصل کرنا
ناظرین کو اس کا اندازہ ہو چکا ہے کہ خلافت جس کا یہ اصلی فرض تھا راس نئے کہ جس نبی
کی نیابت و نسبت پر یہ خلافت قائم تھی (القول یہ نہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ وہ
ہدایت کیلئے مسیعوں ہوا تھا جبایت (تحصیل حصول) کے نئے نہیں) نصف اس
فرصت سے غافل اور کنارہ کش ہو جکی تھی، بلکہ اپنے اعمال و کردار کے لحاظ سے اس کام
کے لئے مضر اور اس کے راستے میں مزاحم تھی، دوسرا طرف وہ اس قدر بدگان، تو تم
پورست اور خلائق واقع ہو گئی تھی کہ کسی تی ترتیب اور ترتیب دعوت کو جس میں وہ قیادت اور
سیاست کی آئیزش پاتی، برداشت نہیں کر سکتی تھی، اس کو فوراً کچل دیتی۔

ایسی صورت میں مسلمانوں میں نئی زندگی، بینانظم و ضبط اور نئے سرے
سے حرکت و عمل پیدا کرنے کے لئے اس کے علاوہ کیا شکل تھی، تخدیکا کوئی مسلم بندہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ کے طیقہ پر ایمان عمل اور ابتداع شریعت کیلئے بیعت لے اور
مسلمان اس کے ہاتھ پر اپنی سابق غفلت و جاہلیت کی زندگی سے توبہ اور ایمان کی
تجدید کریں، اور حصر وہ نائب سعییران کی دینی تحریر اور تربیت کے، اپنی کیمیا اور محبت،
اپنے شعلہ محبت، اپنی استقامت اور اپنے نفسی گرم سے کھڑا یا نی حوارت، گرمی محبت،
خلوص وللهمہت، جذبہ ابتداع سنت، اور شوقی آخرت پیدا کر دے، ان کو اس تعلق
سے عکس ہو کر انہوں نے ایک نئی زندگی سے توبہ کی ہے، اور ایک نئی زندگی میں قدم رکھا
ہے، اور کسی اللہ کے بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا ہے وہ بھی یہ سمجھے کہ ان بیعت
کرنے والوں کی اصلاح و تربیت اور ان کی دینی خدمت اللہ تعالیٰ نے میسر
سپرد کی ہے، اور اس مظلہ کا مجھ پر نیا حق قائم ہو گیا ہے، پھر اپنے تجربہ و اچھی ساد

اور کتاب و سنت کے اصول و تعلیمات کے مطابق ان میں صحیح رہنمائی و تقویٰ اور ان کی زندگی میں ایمان و احتساب و اخلاص اور ان کے اعمال دعا برادرتیں کیفیات اور درج پیدا کرنے کی کوشش کرے یہی حقیقت ہے اس بیعت و تربیت کی جس سے دین کے خلاص داعیوں نے پانے پانے وقت میں احیاء و تجدید دین اور اصلاح مسلمین کا کام ایسا ہے، اور لاکھوں بندگاں خدا کو حقیقت یا نبی دین اور درجہ احسان "تک پہنچا دیا ہے، اس سلسلہ نزرسی کے سر حلقة ادگلی مریضہ حضرت شیخ فی الدین عبدالقار حسیانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کا نام اور کام طبیعتی نبی کی تاریخ میں سب سے زیادہ روشن اور خمایاں ہے، الفاظ داصطلاحات اور علمی بحثوں سے الگ ہو گرا اگر واقعات اور حقائق پر بنیاد رکھی جائے تو تسلیم کرنا پرے گا کہ اس دور انتشار میں دجو ابھی تک قائم ہے، اصلاح و تربیت کا اس سے زیادہ سہیل اور عمومی اور اس سے زیادہ موثر اور کارگر ذریعہ ہیں ہو سکتا تھا۔

حضرت شیخ سے پہلے دین کے داعیوں اور خلاص خادموں نے اس راستے کام کیا ہے اور ان کی تاریخ محفوظ ہے، لیکن حضرت شیخ نے اپنے محبوب دلاؤیز شخصیت، خدا داد دھانی کی ذات، فطری علو استعداد اور سلک اجتہاد سے اس طبقہ کوئی زندگی بخشی وہ نہ صرف اس سلسلہ کے نامور امام اور ایک مشہور سلسلہ (قادریہ) کے بانی ہیں بلکہ اس نئے نئے کی تدوین و ترتیب کا سہرا آپ ہی کے سر ہے، آپ سے پہلے وہ انسان دُون و مرتب اور سکھی و منضبط رہ تھا، زاد بیل تی مکرمیت اور رحمت ہوئی تھی، آپ کی مقبولیت اور عظمت کی وجہ سے پیدا ہو گئی، آپ کی زندگی میں لاکھوں انسان اس طریقہ سے فائدہ اٹھا کر ایمان کی حلاوت سے آشنا اور اسلامی

زندگی اور اخلاق سے آر استہ ہوئے اور آپ کے بعد آپ کے خلص خلفا، اور باختت اہل سسلہ نے تمام ائمہ اسلامیہ میں وحوت الی اللہ اور تجدید ایمان کا ای سلسہ جاری رکھا جن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا، میں حضرموت اور ہندوستان میں پھر حضرتی ممتاز و تجارت کے ذریعہ جادہ اور سماڑا میں اور دوسری طرف افریقہ کے برائی غظم میں لاکھوں آئیں ہیں تکمیل ایمان اور لاکھوں غیر مسلموں کے قبولِ اسلام کا ذریعہ بناء۔ رضی اللہ عنہ دار صفا و حجۃہ عنہ الاسلام خیر العزاء

زمانہ پیر اشر

حضرت شیخ کاظم جو داس مادیت زدہ زمانہ میں اسلام کا ایک زندہ معجزہ تھا اور ایک بڑی تائیدِ الہی آبہ کی ذات آپ کے کمالات، آپ کی تاثیر اللہ تعالیٰ کے بیان آپ کی مقبولیت کے آثار اور خلقِ اللہ میں قبولیت و دجالت کے کھلے ہوئے مناظر آپ کے تکاندہ اور تربیت یا فتنہ اصحاب کے اخلاق اور ایسکی سیرت و زندگی سب اسلام کی صداقت کی ولیل اور اس کی زندگی کا ثبوت تھا اور اس حقیقت کا انعام تھا کہ اسلام میں کچی روحاںیت تہذیب نفس اور تعلقِ مع اللہ پیدا کرنے کی سب سے بڑی صلاحیت ہے اور اس کا خزانہ عامرہ کبھی جواہر و نادرات سے خالی نہیں

وفات

ایک طویل مدت تک عالم کو اپنے کی الاتِ ظاہری و باطنی سے تغییر کر کے اور عالم اسلام میں روحانیت اور رجوع الی اللہ کا عالم گیر ذوق پیدا کر کے ۱۷۵۶ء میں

۹۔ سال کی عمر میں وفات پائی رہا جزا در حضرت شرف الدین علیہی السلام کے بھی وفات کا حال یاد کرتے ہیں
 جب آپ اس مرض میں بیمار ہوئے تو کچھ میں انتقال فرمایا تو تو کچھ صاحب زادہ شیخ عبد الوہاب
 نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ دعیت فرمائیں کہ آئیکے بعد اس پر عمل کروں فرمایا ہمیشہ
 خدا سے ڈرتے رہواد رخدا کے سوا کسی سے نہ ڈڑوا در رہ اس کے سوا کسی سے امید رکھو اور
 لپتے تما مفردیات اللہ کے سپرد کر دو صرف اسی پر کھرو دکھو اور سب کچھ اسی سے
 مانگو خدا کے سوا کسی پر دُلوق اور اعتماد نہ رکھو تو جید اختیار کر دکر تو جید پر سب کا جامع
 ہے اور فرمایا کہ جب دل خدا کے ساتھ درست ہو جانا ہے تو کوئی ہیز اس سے چوتھی بھی نہیں کر
 اور نہ کوئی ہیز اس سے باہر نکل کر جاتی ہے اور فرمایا میں مخبر ہے پوست ہوں اور اپنے
 صاحبزادوں سے فرمایا کہ میرے گرد سے بہت جاؤ میں ظاہر میں تھا اسے ساتھ ہوں اور
 باطن میں دوسروں کے ساتھ ہوں میرے پاس تھا رے سوا اور لوگ غرضتی ہو جائیں،
 ان کے لئے جگد خالی کر دا اور ان کے ساتھ ادب کر دیا ہاں بڑی رحمت نازل ہے ان کیلئے
 جگہ تجھ نہ کر دا اور آپ بار بار فرماتے ستھ تم پر سلام اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں!
 اللہ میری اور تمہاری منفعت کر لے ہم اللہ ادا اور واپس نہ جاؤ اور یہ آپ ایک دن اور
 ایک رات براہر فرماتے ہیں اور فرمایا تم پر انہوں ا مجھے کسی ہیز کی پرواہ نہیں، ذکر فرشتگی
 نہ ملک الموت کی، اے ملک الموت ہمارے کار ساز نے تم سے زیادہ ہم کو بہت کچھ دے رکھا ہے،
 اور اس دن جس کی شب آپ نے بحلت فرمائی ایک بڑی سختی ہیچ ماری کتی، اور آئیکے دو صاحبزادے
 شیخ عبد الرزاق دیشی نوئی فرماتے ستھ کہ آپ بار بار دلوں ہاستہ اسٹا کہ سپیلاتے اور فرماتے ستھ
 تم پر سلام ہو خدا کی رحمتیں اور برکتیں! حق کی طرف رجوع کر دا اور صفت میں داخل ہوں میں بھی
 تھا لے پاس آیا اور آپ بیکھی فرماتے ستھ کہ نبھی کر دا پھر آپ پر امر حق آیا اور موت کے نشہ

نے غسلہ کیا اور آپ نے فرمایا، میرے اور میرنے سے اور تمام خلق کے درمیان میں زمین و آسمان
کا فرق ہے مجھے کسی پر قیاس نہ کرو اور زکری کو محمد پر سپر آپ کے صاحبزادہ شیخ عبد الغزیز نے
آپ کی تکلیف اور حال دریافت کیا تو فرمایا محمد سے کوئی نہ پوچھے میں حلم الہی میں پڑنے کا ہے اب
اور آپ کے صاحبزادہ شیخ عبد الغزیز نے آپ کے مرض کو پوچھا تو فرمایا کہ میرے مردی کو نہ کوئی
جانشنا ہے اور نہ کوئی سمجھتا ہے اذ انسان نہ جن نہ خرستہ خدا کے حکم سے خدا کا حلم نہیں تو تبا
حکم بدل جاتا ہے اور حلم نہیں بدلتا حکم منور خود جاتا ہے علم منور نہیں ہوتا اللہ جو چاہتا
ہے مٹاتا ہے اور باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اصلی تحریر ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس
سے باز پر س نہیں ہوتی اور خلق سے باز پر س ہوتی ہے صفات کی خبریں گذر دیں ہیں جی
آنکیں سپر آپ کے صاحبزادہ شیخ عبد الجبار نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے جسم میں کہاں تکلیف
ہے؟ فرمایا میرے کل اعضاء مجھے تکلیف نہیں رہے ہیں مگر میرے دل کو کوئی تکلیف نہیں اور
وہ خدا کے ساتھ صحیح ہے سپر آپ کا وقت اخیر رہا تو آپ فرمائے مجھے میں اس فدائیتی حدود
چاہتا ہوں میں کے سوا کوئی مجبور نہیں وہ پاک و بہتر ہے اور زندگا ہے جسے فوت ہونے کا
اندیشہ نہیں پاک ہے وہ جس نئے انی قدرت سے عزت ظاہر کی اور موت سے بندوں پر فکر
د کھایا، اللہ کے سوا کوئی مجبور نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور آپ کے صاحبزادہ شیخ
موسیٰ فرماتے تھے کہ آپ نے لفظ "تعزز" فرمایا اور یہ لفظ صحت کے ساتھ آپ کی زبان سے
ادانہ مہابت آپ ہار بار اسے دہراتے تھے یہاں تک کہ آپ نے آذ بلندا اور سخت کر کے لفظ
"تعزز" اپنی زبان سے میک شیک فرمایا سپر دین بار، اللہ اللہ اللہ فرمایا، اس کے بعد
آپ کی آواز غائب ہو گئی اور زبان تار سے چکپ گئی اور درج بار کی ختمت ہو گئی تھی اللہ عن دارفہاد

حضرت شیخ اس دنیا سے تشریف لے گئے تھے لیکن اپنے سچے دین کے دعویوں اور نقوص و اخلاق کے مرتباً کی ایک جماعت چھوڑ گئی جس نے آپ کے کام کو ہار رکھا۔ اور ٹھہری ہوئی غفلت اور مادیت کا مقابلہ کرتے ہے، ان میں سے جن عارفین و مصلحین نے دعوت فتنہ کیرا در تربیت نقوص کا کام پوری طاقت اور گوریت سے جاری رکھا اور غفلت اور دنیا وی النہا کا مقابلہ اور اخلاقی و لفظی اسراف کا علاج کیا، حضرت شیخ کے فیض یافتہ اور شیخ بغداد شیخ ابوالنجیب سہروردی کے سنتے اور خلیفہ شیخ الشیوخ ابو حفص شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۲ء سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز تھے جو طریقہ سہروردیہ کے بانی اور تصور کی مقبول کتاب عوارف المعارف کے مصنف ہیں۔

ابن خلکان لکھتے ہیں :-

”لہ میکن فے آخر عمرہ فی عصوبہ مثلہ و کان شیخ الشیوخ
بی بعد اد اخیر عمرہ میں ان کے زیارت میں ان کی نظر نہ تھی اور وہ لہذا داد کے سب سے
بڑے شیخ اور اپنے فیں میں مر جس سترے
ابن الجبار کہتے ہیں :-

"امتحنوا اليه السریا مسٹر فی تربیتہ المریدینے و دعا و افضل
 الحمد للہ" (تکمیل مریدین اور دعوت الی السر کے کام میں وہ مرجح خلاائق تھے)
 ابن خلکان کہتے ہیں : کران کے زمانہ

کے مشارک دو روز سے انکی طرف رجوع کرتے تھے اور استفادہ کرنے لگتے تھے یہ شیخ
کے مواعظ سے خلقِ اللہ کو بہت نفع ہوا۔ ابن حکاں کے الفاظ ہیں: "رکانِ الحبس و عطا
و علی و عظمہ قبول کثیر وله نفس مبارک" (روه اہتمام) سے وعظ فرمایا کرتے تھے
انکے وعظ کو الشَّرْعُالِی نے بڑی تفہیم عطا فرمائی تو ایک افسوس تبرک سے لوگوں کو بڑا نفع تھا
تفہیم کو بدھات سے پاک کرنے اور کتاب و سنت کو اس کا مذہب بنانے کی کوشش
میں حضرت شیخ کا تجدیدی حصہ ہے انکی کتاب "سوارف المعارف" میں اگر اس فن کی قدمیم
کتابوں سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو انکے اس تجدیدی کام کا اندازہ ہوتا ہے۔
الشَّرْعُالِی نے شیخ شہاب الدین کو بڑے بلند پایہ اور عالی استھانا خلفاً
عطافرما سے جنگوں نے دعوت و تربیت کا کام بڑی قوت و وسعت کے ساتھ انجام دیا،
ان کے صحن ایک خلیفہ شیخ الاسلام شیخ بہبیش الدین ذکر یا مطابقی سے ہندوستان
میں جو پیش ہیجرا اور خلقِ اللہ کو بنا یت ہوئی وہ انکی جلالتِ قدر و عظمتِ شان کیلئے کافی
ہے۔

لہ دنیات الاعیان ج ۲ ص ۱۲"۔ لہ زادب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں: "در تقویت متنی
کتابے بہتر از سوارف غیست" تقصی و حبیود الاحرار ص ۱۲"

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی دی کی چند تصنیفات

قادیانیت	بنی رحمت
مشرق اور سطح کی ڈائری	کاروان مدنیہ
صحیت با اہل دل	دوسرا نتھے ترکی میں
سکایپ مولانا حمربالباس	ایک اہم دینی دعوت
مقام انسانیت	مغرب صاف صاف بائیں
ہندستانی مسلمان	دریاۓ کابل تک دریائے یہوہ تک
عالم عربی کاالمیر	ذکر خیر
محرکہ ایمان و مادیت	خواتین اور خدمت دین
جب ایمان کی بہار آئی	سونا خ حضرت شیخ الحدیث مولانا کریم یاقوت
دوسرے مغرب افغانستان میں	پیام انسانیت
جیات بعد الحجی	تا نیخ دعوت و غمیت
مولانا الیاس اور انہی دینی دعوت	سیرت سید الحشیید
ارکان اربعہ	نقوشِ اقبال
منصب بہوت	سوانح حضرت رائے پوری

مکتبہ کوثر، دامتہ پارٹنرنس، جسمن روڈ، دھار اوی، بھوپال